بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب الوعظ والتذكير

سلسلۂ اِشاعت: (۵۷)

اِیمان کے شعبے

خطاب:

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

جمع وضبط:

(مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

مدرسہ دارالتوحید بنگلور

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. [الذّٰریٰت: ۵۵]

(اور مسلسل نصیحت فرماتے رہئے؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے)

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلۂ اِشاعت: (۵۷)

- موضوعِ خطاب : اِیمان کے شعبے
- خطاب : حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
- مقام : اجلاس: جامعہ عربیہ اِسلامیہ ٹائٹل مدرسہ سری منگل روڈ (کودالی پول) مولوی بازار بنگلہ دیش
- تاریخ : ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶؍اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار
- دورانیہ : ۲۰؍منٹ تقریباً
- جمع وضبط : (مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

- آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل لنک ملاحظہ کریں:

www.youtube.com/c/ALTAZKEER

www.attablig.com/MUFTI-SALMAN

الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکّل علیہ، ونعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہٗ، ومن یضلل فلا ھادي لہٗ، ونشھد أن لا إلٰہ إلا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہٗ، ونشھد أن سیدنا وحبیبنا وسندنا وشفیعنا وإمامنا ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ، صلی اللّٰہ تبارک وتعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وذریاتہٖ وبارک وسلّم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا، أما بعد.

فَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ''. (صحیح البخاري، کتاب الإیمان / باب أمور الإیمان رقم: ۹)

معزز علماء کرام، طلبہ عزیز، بزرگو اور بھائیو! بہت خوشی کی بات ہے کہ اِس نوخیز ادارہ میں ظاہری اَسباب کی کمی کے باوجود ابتداء سے لے کر تخصصات تک تعلیم کا نظم ہے، بلاشبہ یہ منتظمین کی دلچسپی اور محنت کا ثمرہ ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ عمارت کا نام مدرسہ ہے؛ حالاں کہ حقیقت ہے کہ عمارت تو تابع ہے؛ البتہ جہاں تین چیزیں جمع ہو جائیں وہاں مدرسہ وجود میں آ جائے گا: (۱) طلبہ (۲) اساتذہ (۳) منتظمین۔

اِس کے برخلاف اگر بڑی سے بڑی عمارت بن جائے؛ لیکن مذکورہ تین میں سے ایک چیز بھی غائب ہو، تو وہ مدرسہ نہیں رہے گا۔

مثلاً: بہت شاندار عمارت بنادی؛ لیکن طلبہ غائب ہیں، تو کس کو پڑھائیں گے؟ کیا دیواروں کو پڑھایا جائے گا؟

اور اگر طلبہ بہت آ جائیں؛ مگر پڑھانے والے اَساتذہ نہ ہوں، تو اکیلے طلبہ کیا کریں گے؟ اُن کا تو سارا وقت کھیل کود اور مچھلیاں پکڑنے میں ہی گذر جائے گا۔

اِسی طرح اگر طلبہ اور اَساتذہ سب جمع ہو جائیں؛ لیکن انتظام کچھ نہ ہو کہ کون کیا پڑھائے گا؟ کب پڑھائے گا؟ اَسباق کی ترتیب کیا رہے گی؟ تو بھی نظام نہیں چل سکتا اور مدرسہ قائم نہیں رہ سکتا۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ اَرکانِ ثلاثہ اگر کسی جنگل، باغ، یا پہاڑ میں بھی جمع ہو جائیں، تو مدرسہ چل پڑے گا، اور اِن اَرکان میں سے کوئی رکن باقی نہ رہے تو مدرسہ باقی نہیں رہے گا۔

پس جو آدمی ہمت کرتا ہے، تو ظاہری اَسباب کم ہونے کے باوجود بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے توفیق سے نوازتے ہیں۔ ’’ہمتِ مرداں مددِ خدا‘‘۔

لہٰذا ہم مہتمم صاحب اور دیگر منتظمین سے گزارش کریں گے کہ ہمت نہ ہاریں؛ بلکہ آگے بڑھتے رہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نصرت فرمائیں گے اور کامیابیاں قدم چومیں گی، اِن شاءاللہ تعالیٰ۔

حضرت اَبو ہریرہؓ

اِس وقت ہم نے آپ کے سامنے بخاری شریف کی ایک روایت پڑھی ہے، جو صحابی رسول سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اور یہ وہ صحابی ہیں جن سے سب سے زیادہ روایات نقل کی گئیں ہیں، جن کی تعداد ۵/ہزار سے زائد ہے۔

اتنی بڑی تعداد کو دیکھ کر بعض لوگوں کو کچھ تردد ہوا کہ دیگر صحابہؓ کے پاس تو اِتنی روایتیں نہیں ہیں، مگر ابو ہریرہؓ کے پاس اِتنی حدیثیں کہاں سے آ گئیں؟

تو سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے مہاجر بھائی اپنے معاش کے لئے تجارت میں لگ جاتے تھے، اور اَنصار مدینہ کی کھیتی باڑی اور باغات تھے، جہاں اُنہیں آنا جانا پڑتا تھا؛ مگر ابو ہریرہؓ کی تو نہ تجارت تھی اور نہ باغات اور کھیتیاں تھیں۔ وہ تو دن رات ۲۴ر گھنٹے پیغمبر علیہ السلام کے در پر پڑا رہتا تھا، اِس لئے جو بات سنی یا دیکھی وہ یاد کرلی۔ (بخاری شریف/ باب ماجاء فی الغرس رقم: ۲۳۵۰)

اور روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوءِ حافظہ کی شکایت کی، تو نبی اکرم علیہ السلام نے اُن سے فرمایا تھا کہ ''چادر پھیلاؤ'' آپ نے چادر پھیلا دی، تو حضرتؐ نے اُس پر کچھ دم کر کے فرمایا کہ: ''اسے سینے سے لگالو''؛ چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی، تو اُس کا اثر یہ ہوا کہ اُس کے بعد زندگی بھر کوئی بات نہیں بھولے؛ گویا کہ جو سن لیا وہ پتھر کی لکیر ہو گیا۔ (بخاری شریف/ باب حفظ العلم رقم: ۱۱۹)

اُن کے شاگرد فرماتے ہیں کہ آپؓ کا حافظہ اِتنا غضب کا تھا کہ اگر کئی سال پہلے کوئی روایت سنائی ہے تو اُسے دوہراتے وقت اَلفاظ میں بھی کوئی کمی بیشی نہ فرماتے تھے۔ یہ کمالِ حافظہ کی دلیل تھی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک حاکم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرا ایک ساتھی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں سے فرمایا کہ ''تم لوگ جو چاہو دعا مانگو''؛ چناں چہ میں نے اور میرے ساتھی نے اپنی ضرورتوں کے موافق دعائیں مانگی، جن پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمایا۔ اُس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب موقع ملا، تو اُنہوں نے اِن اَلفاظ میں دعا مانگی: ''**اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ مِثْلَ مَا سَأَلَکَ صَاحِبَايَ وَأَسْأَلُکَ عِلْمًا لَا يُنْسیٰ**''. (اے اللہ! میں آپ سے وہ سب باتیں مانگتا ہوں جو آپ سے میرے دونوں ساتھیوں نے مانگی ہے، نیز میں آپ سے ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو بھولنے سے محفوظ ہو) اِس دعا پر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''آمین'' اِرشاد فرمایا۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ عظیم دعا سن کر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بڑا رشک آیا، اور اُنہوں نے پیغمبر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ''حضرت! ہم بھی اِسی طرح کی دعا چاہتے ہیں''، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''سَبَقَكُمَا الْغُلَامُ الدَّوْسِيُّ'' (یعنی یہ قبیلہ دوس کا لڑکا (ابوہریرہ) تم دونوں پر سبقت لے گیا) (فتح الباری شرح صحیح البخاری رقم: ٩)

تو آپ کا اُمت پر بڑا احسان ہے کہ اگرچہ اُنہیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صرف ٣ر سال رہنے کا موقع ملا؛ لیکن اَحادیث شریفہ کا اِتنا بڑا ذخیرہ آپ نے جمع کر کے اُمت کی طرف منتقل فرمایا جو آپ کے لئے علمی صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں، اور آپ کے درجات بلند فرمائیں، آمین۔

اِیمان کے شعبے

تو سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرمارہے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: ''اَلْإِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً''. (صحيح البخاري / باب أمور الإيمان رقم: ٩) ب (یعنی اِیمان کے ساٹھ سے زیادہ شعبے ہیں) اور بعض روایتوں میں ''بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ'' یعنی ٧٠ر سے زائد شعبے ہونے کی بات منقول ہے۔

بہت سے علماء کی رائے یہ ہے کہ یہاں ٦٠ر یا ٧٠ر سے عدد کی تحدید مراد نہیں ہے؛ بلکہ کثرت مراد ہے۔ (حاشیۃ السندی علی ابن ماجہ رقم: ٥٧) جیسا کہ اُردو محاورہ میں بھی کثرت کو بیان کرنے کے لئے بلاتحدید ٧٠ر کا عدد بول دیا جاتا ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ اِیمان والے اَعمال کسی خاص عمل یا صورت پر منحصر نہیں ہے؛ بلکہ وہ اَن گنت ہیں، اور اِس اعتبار سے دین کے تمام شعبے اور نقل وحرکت اِیمانی صفات میں داخل ہیں۔

اِس میں کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' تو بنیادی حیثیت رکھتا ہے؛ کیوں کہ اُس پر یقین کے بغیر تو کوئی عمل اللہ کے نزدیک مقبول ہی نہیں۔ اِس کے علاوہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قرآن کی تلاوت، ذکر واَذکار، اِسی طرح مال کمانے میں حلال وحرام کی تمیز، سچائی، اَمانت داری، خوش خلقی، اور اپنی ذات سے کسی کو نقصان نہ پہنچانا وغیرہ یہ سب اِیمانی صفات ہیں، جن کا ہر مؤمن کو لحاظ کرنا ضروری ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا اِرشاد کا منشاء یہ ہے کہ اِیمان والوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر اِیمانی صفات پیدا کریں، اور اِیمان کو کسی خاص عمل میں منحصر نہ سمجھیں۔

اِس سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم جس انداز میں کوئی دینی کام کررہے ہیں تو وہ دین ہے، اور وہی کام کوئی دوسرا شخص اگر دوسرے انداز میں کررہا ہے تو وہ دین نہیں ہے، اِس طرح کی سوچ غلط ہے، اور دین میں تنگ نظری کی دلیل ہے۔

بلکہ درحقیقت اِیمان کے بہت سارے شعبے ہیں، اور ہر شعبہ کی اپنی جگہ اَہمیت ہے۔ کسی کو کمتر یا بے ضرورت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

دین کی بقاء کے لئے اِن تمام اِیمانی شعبوں کی بقا لازم ہے۔

مثال کے طور پر ایک شعبہ دینی تعلیم کا ہے، جسے اہل مدارس سنبھالے ہوئے ہے، جو آنے والی نسلوں میں دین کی بقاء کے لئے اور اُمت کی دینی رہنمائی کے لئے ناگزیر ہے۔

اِسی طرح ایک شعبہ تصنیف وتالیف کا ہے؛ تاکہ ضرورت کے موافق کتابیں تیار کرکے دین کو محفوظ رکھا جائے؛ کیوں کہ اگر کتابیں نہیں رہیں گی تو آگے آنے والوں کو دین کا محفوظ مواد کیسے مل پائے گا؟

اِسی طرح لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم کرنا اور بُری باتوں سے بچانا جس کو "اَمر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" یا "دعوت الی الخیر" کہتے ہیں؛ یہ بھی دین کا ایک اہم ترین شعبہ ہے۔

یہ سارے شعبے دین ہی کے ہیں، کوئی شعبہ اُس سے الگ نہیں ہے۔

یہ نہیں کہا جائے گا کہ فلاں شعبہ تو ایمان میں داخل ہے اور فلاں داخل نہیں ہے؛ بلکہ سب کو دین ہی کا حصہ ماننا ضروری ہے، جبھی دین اپنی اصل شکل وصورت میں زندہ رہ سکتا ہے۔

صفتِ حیا

تاہم اِیمانی صفات میں ایک امتیازی صفت جو بہت سی عمدہ صفات کا سرچشمہ اور اُن تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، وہ "صفت حیا" ہے۔ اِسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث کے اخیر میں یہ جملہ اِرشاد فرمایا کہ: "وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ" (اور حیاء اِیمان کی ایک عظیم شاخ ہے)

حیاء کی تعریف یہ ہے کہ وہ صفت جو آدمی کو بُرائی سے بچنے پر اور حق والے کے حق میں کوتاہی کرنے سے روکتی ہے۔ (فتح الباری ملخصاً رقم:۹)

شارحین فرماتے ہیں کہ اُصولی طور پر حیاء کے ۳؍درجات ہیں:

(۱) حیاءِ عقلی ہے جس کے خلاف کرنے والے کو پاگل کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر مجمع عام میں کوئی آدمی اچانک بے لباس ہوجائے، تو آپ کہیں گے کہ اِس کے دماغ میں خلل ہے؛ کیوں کہ بے لباس ہونا عقل کے خلاف ہے۔

(۲) ایک حیاء عرفی ہوتی ہے، جس کے خلاف کرنے والے کو''بے اَدب''اور''بے مروت'' کہتے ہیں۔ مثلاً اچھا خاصا آدمی چلتے ہوئے بلاوجہ دوڑنا شروع کردے، تو یہ لوگوں کی نظر میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

(۳) اور ایک حیاء شرعی ہوتی ہے، یعنی ہر اُس کام سے بچنا جس سے اللہ، رسول اور شریعت نے منع کیا ہے۔ اور ہر اُس کام کو بجالانا جس کا اللہ اور رسول نے حکم دیا ہے۔

پس جو حیاء شرعی کے خلاف کام کرے اور اُس کے تقاضے پر عمل نہ کرے وہ فاسق اور گنہگار کہلاتا ہے۔ لہٰذا اِس اعتبار سے بدنظری کرنے والا، گانا باجا سننے والا، نامحرموں کو ہاتھ لگانے والا، دل میں کسی شخص سے کینہ بٹھانے والا وغیرہ دراصل شرعی طور پر بے حیاء اور بے شرم کہلائے جانے کے لائق ہے۔ (مستفاد: فتح الباری/ باب الحیاء من الایمان رقم: ۲۴)

تو ''وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ'' فرماکر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری اُمت کو متوجہ فرمایا ہے کہ تم اِیمان کا دعویٰ کرتے ہو، تو یہ جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ تمہارے اندر شرعی حیاء پائی جاتی ہے یا نہیں؟

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم سب اِیمانی تقاضوں پر عمل کرنے والے بن جائیں، اور حیاء شرعی کا پاس ولحاظ رکھیں، یہی تربیت خانقاہوں اور مدرسوں میں دی جاتی ہے، اور نیک لوگوں کی صحبت سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں اور جو بھی کوتاہیاں ہیں اُنہیں معاف فرمائیں اور دین پر چلنا آسان فرمائیں، دین پر زندگی اور دین ہی پر موت عطا فرمائیں، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.